ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: دسمبر 17، 1952

اسٹرابورڈ مینیوفیکچرنگ کمپنی، لمیٹڈ۔

بنام

گٹاملورکرزیونین۔

دی سٹیٹ آف یو۔پی: مداخلت کار۔

[مہرچند مہاجن، داس اور بھگوتی جسٹس صاحبان]

یو۔پی۔ انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ، 1947، دفعہ 6-یو۔پی۔ جنرل کلازز ایکٹ، 1904، دفعات 14، 21- صنعتی تنازعہ-حوالہ- ایوارڈ دینے کے لیے وقت بڑھانے کا اختیار-وقت کے بعد دیا گیا ایوارڈ-جوازیت-بعد میں وقت کی توسیع-اثر۔

18 فروری 1950 کو اتر پردیش کے گورنر نے ایک صنعتی تنازعہ لیبر کمشنر یا ان کی طرف سے نامزد کردہ شخص کو اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ ایوارڈ 5 اپریل 1950 کے بعد جمع کرایا جائے۔ تاہم یہ ایوارڈ 13 اپریل کو دیا گیا تھا، اور 26 اپریل کو گورنر نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس میں ایوارڈ دینے کی مدت 30 اپریل تک بڑھادی گئی تھی:

حکم ہوا کہ (i)، یو پی صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 کی دفعہ 6 کی زبان کے پیش نظر، اور 15 مارچ 1951 کے گورنر کے نوٹیفکیشن کے قاعدہ 16 کی توضیعات میں اس طرح کی کوئی شرط موجود نہ ہونے کی صورت میں، ریاستی حکومت کو کوئی اختیار نہیں تھا۔ وقت میں توسیع کرنے کے لیے، اور فیصلہ کن وقت کے ختم ہونے پر بے اثر بن گیا اور اس لیے یہ ایوارڈ کسی دائرہ اختیار اور کالعدم قرار دیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

(ii) یو۔پی۔ جنرل کلاززایکٹ، 1904 کے دفعہ 14 میں ریاستی حکومت کو وقت میں توسیع کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔

(iii) اگرچہ 26 اپریل کے حکم میں 18 فروری کے حکم میں ترمیم کرنے کا ظاہری مقصد تھا، لیکن U.P. جنرل کلاز ایکٹ، 1904 کی دفعہ 21 میں کوئی واضح شرط کی عدم موجودگی کے پیش نظر، کہ ترمیم اور درستگی کا اختیار ریاست کو دیا گیا تھا۔ حکومت اس حد تک استعمال کی جاسکتی ہے کہ سابقہ کارروائی ہو، 26 اپریل کے حکم کو، جسے محض ترمیم یا درستگی کے حکم کے طور پر دیکھا جاتا ہے، دفعہ 21 کی وجہ سے، سابقہ اثر نہیں ہو سکتا۔

راجہ ہرنارائن سنگھ بنام چودھری بھگونت کور (ایل آر 18 آئی اے 55) نے درخواست دی۔

جیٹھالال لکشمی چند شاہ بنام امرتالال اوجھا (آئی۔ ایل۔ آر۔ [1938] 2 کلکتہ 482)، لارڈ بنام لی (ایل آر 3 کیو بی 404)، ڈینٹرون بنام اسٹرانگ (ایل آر Q.B.1179)، مئی بنام ہارکورٹ (ایل آر 13 کیو بی ڈی 688) ممتاز شدہ۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 134، سال 1951۔ اپیل نمبر 10، سال 1950 میں لیبر اپیلیٹ ٹریبونل، لکھنؤ کے 20 نومبر 1950 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل گزاروں کے لیے بکشی ٹیک چند اور وید ویاس (ایس آر کپور، ان کے ساتھ)۔

جواب دہندہ کے لیے شوکت حسین۔

مداخلت کرنے والے کے لیے بشن سنگھ۔

17.1952 دسمبر۔ عدالت کا فیصلہ جسٹس داس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس داس - یہ اپیل اس عدالت کی طرف سے 10 مئی 1951 کو دی گئی خصوصی اجازت کے ساتھ دائر کی گئی ہے۔ اس طرح کی اجازت دینے کے حکم سے اپیل کو صرف ایک نکتے تک محدود کر دیا گیا ہے، یعنی، "آیا اتر پردیش کی حکومت کے پاس ایوارڈ کو بعد و قوع واقعہ بنانے کے لیے وقت بڑھانے کا اختیار تھا، یعنی، اس کے لیے اصل میں مقرر کردہ وقت کی حد ختم ہونے کے بعد۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

حقائق کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اپیل کنندہ کمپنی اور اس کے ملازمین کے درمیان 18 فروری 1950 کو لیبر ڈپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر 637 (ایس ٹی)/53-XVIII (ایس ٹی)/50 کے ذریعہ پیدا ہونے والے صنعتی تنازعہ کے بعد اتر پردیش کے گورنر نے یوپی انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ، 1947 (یوپی ایکٹ نمبر XXVIII سال 1947) کی دفعہ 3 اور دفعہ 4 کے ذریعہ تفویض اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا کہ مذکورہ تنازعہ کو لیبر کمشنر، یوپی، یا ریاستی حکومت کے ایک مصالحتی افسر کے پاس بھیجا جائے جو اس میں بیان کردہ سات مسائل پر فیصلہ سنانے کے لئے نامزد کیا گیا ہے اور ایڈجوکیٹر کو ہدایت دینا کہ وہ فیصلہ سازی کی کارروائی مکمل کرے اور 5 اپریل، 1950 کے بعد حکومت کو اپنا فیصلہ پیش کرے۔ لیبر کمشنر نے اپنے خط نمبر 10 آئی ایم آر A-14 نامزد جناب ایم پی ودیارتھی۔ ریجنل مصالحتی افسر، یوپی نے مذکورہ تنازعہ میں ایڈجوڈیکیٹر کی حیثیت سے یہ ہدایت دی کہ وہ 25 مارچ 1950 تک اپنا فیصلہ پیش کرے، اور اگر اس مدت کے اندر کارروائی مکمل ہونے کا امکان نہیں ہے تو وہ مقررہ تاریخ سے کم از کم ایک ہفتہ پہلے وقت میں توسیع کے لئے حکومت سے رجوع کرے۔ 20 مارچ 1950 کو جاری نوٹیفکیشن نمبر 897 (ایس ٹی)/53-XVIII (ایس ٹی)/50 کے ذریعہ گورنر نے یہ حکم دیتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا کہ ایڈجوکیٹر کو اس میں تیار کردہ ایک اضافی مسئلے پر بھی فیصلہ کرنا چاہئے۔ 24 مارچ، 1950 کو ایک اور نوٹیفکیشن نمبر 950 (ایس ٹی)/53-XVIII (ایس ٹی)/50 کے ذریعہ، گورنر نے فیصلہ کنندہ کے فیصلے کے لئے ایک اور اضافی معاملہ بھیجنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ ایڈجوڈیکیٹر نے 5 اپریل 1950 کو یا اس سے پہلے اپنا فیصلہ نہیں دیا، جیسا کہ ریفرنس کے پہلے آرڈر کی ہدایت پر کیا گیا تھا، بلکہ 13 اپریل، 1950 کو اپنا فیصلہ دیا، یعنی ایوارڈ بنانے کے لئے مقررہ وقت ختم ہونے کے 8 دن بعد۔ 26 اپریل، 1950 کو لیبر ڈپارٹمنٹ کا نوٹیفکیشن نمبر 1247 (ایس ٹی)/53-XVIII (ایس ٹی)/50 جاری ہونے کے تقریبا تیرہ دن بعد، جس میں گورنر نے قانون کی دفعہ 4 کے ساتھ دفعہ 3 کے ذریعہ تفویض کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، مذکورہ تنازعہ میں فیصلہ کرنے والے کو 30 اپریل تک اپنا فیصلہ پیش کرنے کی اجازت دینے پر خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد یکم اگست 1950 کو نوٹیفکیشن نمبر 1447 (ایس ٹی)/53-XVIII (ایس ٹی)/50 کے ذریعے گورنر نے ایکٹ کی دفعہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

6(2)اور دفعہ 3 اور 4 کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے یہ حکم دیا کہ اس حکم کو پہلے حکم کی تاریخ سے چھ ماہ کی مدت کے لئے نافذ کیا جائے اور اس کے بعد اس طرح کی مزید مدت کے لئے نافذ کیا جائے جو مقرر کی جاسکتی ہے۔

17 اگست، 1950 کو، اپیل کنندہ کمپنی نے لیبر اپیلیٹ ٹریبونل میں ایوارڈ کے خلاف اپیل کو ترجیح دی، جس میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل دلیل دی گئی:-

"کہ 13 اپریل 1950 کے ایوارڈ کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، جو وقت کی حد ختم ہونے کے بعد دیا گیا ہے۔

(a)18 فروری 1950 کے پیراگراف (5) کے اپنے حکم میں حکومت نے جج کو کارروائی ختم کرنے اور 5 اپریل 1950 کے بعد اپنا ایوارڈ پیش کرنے کی ہدایت کی۔ یہ ایوارڈ 13 اپریل 1950 کو دیا گیا ہے۔ تاہم حکومت نے 26 اپریل 1950 کو جی او نمبر 1247 (ایس ٹی)XVIII-53(ایس ٹی)/50 جاری کر کے اس عیب کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن قانون کے تحت اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جج کو دی گئی تاریخ میں درست توسیع کے لیے، جج کے اختیار کو زندہ رکھنے کے لیے سرکاری حکم 5 اپریل 1950 سے پہلے جاری کیا جانا چاہیے تھا۔ جس تاریخ کو جج نے ایوارڈ دیا، یعنی 13 اپریل 1950، اس کے پاس ایوارڈ دینے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔

اپیلٹ ٹریبونل نے 20 نومبر 1950 کو دیے گئے اپنے فیصلے کے ذریعے مذکورہ بالا نکتے پر درج ذیل مشاہدات کے ساتھ اپیل کو مسترد کر دیا۔

"آخری نکتے کے حوالے سے ہمارا نظریہ یہ ہے کہ چونکہ حکومت کو قانون کی دفعہ 6 کے تحت ایوارڈ جمع کرانے کے لیے وقت کی حد طے کرنے کا اختیار حاصل تھا، اس لیے اس کے پاس یہ ضروری اور اتفاقی اختیار بھی تھا کہ وہ اصل میں مقرر کردہ وقت کی حد میں توسیع کرے، اگر وہ اسے ضروری سمجھے۔ دفعہ 3 کی پہلی شرط صوبائی حکومت کو فیصلے کے لیے مزید معاملات شامل کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ یہ واضح ہے کہ پہلے سے مذکور معاملات میں اضافے میں اصل تخمینے سے زیادہ وقت لگ گیا یا لگ سکتا ہے، اور اس لیے یہ ایک ناممکن حیثیت کا باعث بن سکتا ہے اگر حکومت کے پاس اصل میں اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کی طرف سے مقرر کردہ وقت میں توسیع کرنے کا کوئی اختیار نہ ہو، اور ہماری رائے میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آیا وقت اصل میں محدود وقت کی میعاد ختم ہونے سے پہلے یا بعد میں بڑھایا گیا ہے۔
"

موجودہ اپیل اپیلٹ ٹریبونل کے اس فیصلے کے خلاف ہے لیکن اس میں مذکور سوال تک محدود ہے۔

اس اپیل کی حمایت میں پیش ہوئے ڈاکٹر ٹیک چند زور دیتے ہیں کہ جج 18 فروری 1950 کے نوٹیفکیشن نمبر 637 کے ذریعے دیے گئے حکم کے تحت اپنا اختیار حاصل کرے۔ دفعہ 6(1) میں کہا گیا ہے کہ فیصلہ کنندہ "اس وقت کے اندر جو متعین کیا جائے، اپنا ایوارڈ ریاستی حکومت کو پیش کرے گا۔" حکم نامے کے ذریعے متعین کردہ وقت 5 اپریل 1950 کے بعد کا نہیں تھا۔ "اس وقت کی میعاد ختم ہونے پر جج بے اثر بن گیا اور اسے ایوارڈ دینے کا کوئی اختیار یا اختیار نہیں تھا۔ یہ سچ ہے کہ دو مزید مسائل، بعد کے دو احکامات کے ذریعے، ان مسائل کی فہرست میں شامل کیے گئے تھے جن کا تعین جج کے ذریعے کیا جانا تھا لیکن ان مسائل میں، ڈاکٹر ٹیک چند پیش کرتے ہیں، حقائق کی کوئی تفصیلی تحقیقات شامل نہیں تھی جس کے لیے ایوارڈ دینے کے لیے مزید وقت درکار تھا۔ فاضل وکیل کا کہنا ہے کہ زیر غور یو پی ایکٹ میں ریاستی حکومت کو فیصلہ کنندہ کے ذریعے ایوارڈ بنانے کے لیے وقت بڑھانے کا اختیار دینے والی کوئی شق نہیں ہے۔ ان حالات میں، اگر ریاستی حکومت کا خیال تھا کہ ان دو امور کو شامل کرنے سے اصل حکم میں متعین وقت اس مقصد کے لیے ناکافی ہو جائے گا تو اسے پچھلا نوٹیفکیشن منسوخ کر دینا چاہیے تھا اور تمام مسائل کو جج کے حوالے کرتے ہوئے ایک نیا نوٹیفکیشن جاری کرنا چاہیے تھا اور ایک نئی مدت کی وضاحت کرنی چاہیے تھی جس کے اندر اسے اپنا ایوارڈ دینا تھا۔ ریاستی حکومت نے یہ راستہ نہیں اپنایا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ایوارڈ دینے کے لیے وقت میں توسیع نہ صرف اصل میں طے شدہ وقت کی میعاد ختم ہونے کے بعد بلکہ ایوارڈ اصل میں جمع ہونے کے بعد بھی کی جائے۔ دلیل یہ ہے کہ یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ ریاستی حکومت کے پاس وقت کی میعاد ختم ہونے سے پہلے وقت میں توسیع کرنے کا اختیار تھا، اسے ایوارڈ دیے جانے کے بعد ایسا کرنے کا یقینی طور پر کوئی اختیار نہیں تھا، کیونکہ یہ بے معنی تھا، ڈاکٹر ٹیک چند پر زور دیتا ہے کہ وہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایک ایسا کام کرنے کے لیے وقت بڑھائے جو پہلے ہی کیا جا چکا تھا۔ انہوں نے ہمیں راجہ ہر نارائن سنگھ بنام چودھری بھگونت کور ([2]) میں عدالتی کمیٹی کے فیصلے کی طرف اشارہ کیا جہاں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ضابطہ اخلاق دیوانی، سال 1882 کے تحت عدالت کو ایوارڈ دینے کے لیے وقت بڑھانے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ اس ضابطے کی دفعہ 514 نے عدالت کو ایوارڈ کی فراہمی کی مدت کو بڑھانے کے لیے وقتاً فوقتاً مزید وقت دینے کے قابل بنایا لیکن دفعہ 521 میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی ایوارڈ تب تک درست نہیں ہوگا جب تک کہ عدالت کی طرف سے اجازت شدہ مدت کے اندر نہ کیا جائے۔ پریوی کونسل کے عزت ماب نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ عدالت لیے یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ ایوارڈ دیے جانے کے بعد وقت میں توسیع کرے، کیونکہ ایک بار ایوارڈ دیے جانے کے بعد دفعہ 514 کے تحت عدالت اختیارات صَرف کیے گئے اور یہ کہ اگرچہ عدالت کے پاس اس دفعہ کے تحت وقت بڑھانے کا مکمل اختیار تھا جب تک کہ ایوارڈ مکمل نہ ہو جائے اس کے پاس ایوارڈ دیے جانے کے بعد اس طرح کا کوئی اختیار نہیں رہا۔ دفعہ 521 کو مکمل اثر دینے کے لیے عدالتی کمیٹی کو دفعہ 514 کے ذریعے عدالت کو دیے گئے وقت کو ایوارڈ دیے جانے سے پہلے تک بڑھانے کے اختیار کے استعمال کو محدود کرنا پڑا۔ اس فیصلے پر مسٹر جسٹس ہیر نگٹن نے شیو کرشنا داں اینڈ کمپنی بنام ستیش چندر دت ([1]) میں کلکتہ عدالت عالیہ کے اوریجنل سائیڈ پر اکیلے بیٹھے ہوئے انحصار کیا جو کوڈ، سال 1908 کے زیر انتظام ایک مقدمہ تھا۔ جج نے اس حقیقت کو نظر انداز کیا کہ ضابطہ اخلاق، سال 1908 کے دوسرے گوشوارہ کے پیراگراف 8، جو کہ ضابطہ اخلاق، سال 1882 کے دفعہ 514 سے مطابقت رکھتا ہے، نے عدالت کو واضح طور پر یہ اختیار دیا کہ وہ ایوارڈ دینے کے لیے مقرر قابل مدت کی میعاد ختم ہونے سے پہلے یا بعد میں، اس مدت کو بڑھانے کے لیے مزید وقت اور وقتاً فوقتاً اجازت دے اور وہ پیراگراف 15 جو کہ ضابطہ اخلاق، سال 1882 کے دفعہ 521 سے مطابقت رکھتا ہے، اس میں کوئی شق موجود نہیں ہے کہ وقت سے باہر دیا گیا ایوارڈ در حقیقت غلط تھا اور اس کے نتیجے میں راجہ ہر نارائن سنگھ بنام چودھری بھگونت کور ([2]) کے معاملے میں عدالتی کمیٹی کے فیصلے کی بنیاد پر استدلال ان کے سامنے مقدمہ میں کوئی درخواست نہیں تھی، جو کوڈ، سال کے تحت چلایا جاتا تھا۔ دونوں ضابطوں کی متعلقہ توضیعات زبان میں فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے، جسٹس ہیر نگٹن کے فیصلے کی درستگی پر مسٹر جسٹس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

چیٹی نے بھی سری لال بنام ارجن داس ([3]) میں کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل رخ پر اکیلے بیٹھ کر شک کیا۔ بالآخر مسٹر جسٹس ہیرنگٹن کے فیصلے سے جیٹھا لال لکشمی چند شاہ بنام امرتا لال اوجھا ([4]) میں اوریجنل سائیڈ کی اپیل میں بیٹھے اسی عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے اختلاف کیا، جس میں کہا گیا تھا کہ عدالت کو ایوارڈ دینے کے لیے وقت بڑھانے کا اختیار ہے یہاں تک کہ ایوارڈ اصل میں دیے جانے کے بعد بھی۔ آخری ذکر شدہ مقدمہ میں فاضل ججوں نے لارڈ بنام لی ([1]) کے مقدمہ کا حوالہ دیا اور اس پر انحصار کیا۔ جواب دہندگان کے فاضل وکیل کی طرف سے ڈینٹرون بنام سٹرانگ ([2]) اور مئے بنام ہارکورٹ ([3]) کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ ان تمام انگریزی مقدمات کا فیصلہ کامن لاء پروسیجر ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت کیا گیا تھا۔ 1854 (17 اور 125Vic, c.18)۔ یہ سچ ہے کہ اس انگریزی قانون میں ہمارے ضابطہ اخلاق، سال 1882 کی دفعہ 521 جیسی کوئی شرط نہیں تھی جسے ڈاکٹر ٹیک چند کے حوالہ کردہ معاملے میں پریوی کونسل نے دیکھا تھا۔ اس کے باوجود انگریزی قانون کی دفعہ 15 جیسے کہ ضابطہ اخلاق دیوانی 514، سال 1882 جو ضابطہ اخلاق دیوانی، سال 1908 کے دوسرے گوشوارہ کے پیراگراف 8 سے مطابقت رکھتی ہے اور انگریزی ثالثی ایکٹ، 1889 کی دفعہ 9 کی طرح، جو بھارتیہ آربیٹریشن ایکٹ، 1899 کی دفعہ 12 سے مطابقت رکھتی ہے، عدالت کو وقتاً فوقتاً ایوارڈ دینے کے لیے وقت بڑھانے کا اختیار دیتی ہے۔ ہمارے ضابطہ اخلاق دیوانی، سال 1908 کی دفعہ 148 میں وقت بڑھانے کے لیے اسی طرح کا التزام ہے۔ تاہم، یو۔ پی۔ انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ، 1947 میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ اس ایکٹ کے دفعہ 6 (1) میں فیصلہ کنندہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنا ایوارڈ ریاستی حکومت کو "اس وقت کے اندر جو متعین کیا جائے" پیش کرے نہ کہ "اس وقت کے اندر جو وقتاً فوقتاً متعین کیا جائے۔" یہ بات قابل ذکر ہے کہ واحد موقع جب ریاستی حکومت، یوپی ایکٹ کے تحت، ایک نئی مدت کی وضاحت کر سکتی ہے جب وہ ذیلی دفعہ (3) کے تحت دفعہ 6 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت دوبارہ غور کے لیے ایوارڈ بھیجتی ہے۔ جج کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ غور کرنے کے بعد، اس مدت کے اندر اپنا ایوارڈ پیش کرے جو ریاستی حکومت کی طرف سے متعین کیا جائے۔ یہاں تک کہ اس معاملے میں، دفعہ 6(2) اور (3) کے تحت ریاستی حکومت ایوارڈ بھیجنے کے حکم میں ایک وقت کی وضاحت کر سکتی ہے جس کے اندر ایوارڈ،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دوبارہ غور کرنے کے بعد، دائر کیا جانا چاہیے۔ یہ ریاستی حکومت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک نیا ایکٹ کرنے کے لیے ایک نئی مدت طے کرے، یعنی دوبارہ غور کرنے اور دوبارہ غور شدہ ایوارڈ دائر کرنے کے لیے۔ یہ ریاستی حکومت کو ایوارڈ کی ابتدائی تیاری کے لیے اصل میں مقرر کردہ وقت کو بڑھانے کا کوئی اختیار نہیں دیتا ہے۔ لہذا، سوائے اس کے کہ جہاں ریاستی حکومت دفعہ 6(2) کے تحت ایوارڈ کو نظر ثانی کے لیے بھیجتی ہے، اس کے پاس دفعہ 6(1) کے تحت ایوارڈ کے ابتدائی بنانے کے لیے وقت بڑھانے کا اختیار بہت کم ہے اور یہاں تک کہ نئی مدت کی وضاحت کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ اختیارات کے استعمال میں۔ یو۔ پی۔ انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ 1947 کی دفعہ 3 اور دفعہ 8 کی شقوں (b)، (c)، (d) اور (g) کے ذریعے گورنر نے نوٹیفکیشن نمبر 615 (ایل ایل)/XVIII-7 (ایل ایل)-1951، مورخہ 15 مارچ 1951 میں ایک حکم جاری کیا۔ اس حکم کے قاعدہ 16 کی شرط نے ریاستی حکومت کو وقتاً فوقتاً اس مدت میں توسیع کرنے کا اختیار دیا جس کے اندر ٹریبونل یا جج کو فیصلہ سنانا تھا۔ تاہم، یہ قوانین اس وقت نافذ نہیں تھے جب ہمارے سامنے مقدمہ کا مواد تھا۔ مدعا علیہ اور ریاست اتر پردیش کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے ہمیں اسی طرح کے کسی اصول کا حوالہ نہیں دیا ہے جو 1950 میں نافذ تھا۔ یو۔ پی۔ ایکٹ کے دفعہ 6 کی زبان کو مد نظر رکھتے ہوئے اور اوپر مذکور قاعدہ 16 کی شرط جیسے اصول کی عدم موجودگی میں اس پر عمل کرنا ضروری ہے کہ ریاستی حکومت کو وقت بڑھانے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور جج اصل آرڈر آف ریفرنس میں متعین وقت کی میعاد ختم ہونے پر بے اثر بن گیا اور اس لیے جو ایوارڈ اس وقت کے اندر نہیں دیا گیا تھا اسے دائرہ اختیار سے باہر اور کالعدم قرار دیا جانا چاہیے جیسا کہ ڈاکٹر ٹیک چند نے دعوی کیا تھا۔

جواب دہندگان کے لیے فاضل وکیل ہمیں یو۔ پی۔ جنرل کلاز ایکٹ، 1904 کی دفعہ 14 کی شرائط کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ جہاں اتر پردیش کے کسی بھی ایکٹ کے ذریعے ریاستی حکومت کو کوئی اختیار دیا جاتا ہے تو اس اختیار کا استعمال وقتاً فوقتاً کیا جا سکتا ہے۔ یو۔ پی۔ انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ، 1947 کی دفعہ 3 اور 4 یقینی طور پر ریاستی حکومت کو تنازعات کو فیصلے کے لیے کسی جج کے پاس بھیجنے کا اختیار دیتی ہے اور دفعہ 6(1) کو ریاستی حکومت کو یہ اختیار دینے کے طور پر پڑھا جا سکتا ہے کہ وہ اس وقت کی وضاحت کرے جس کے اندر وہ جج جس کے پاس صنعتی تنازعہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

فیصلہ سنانے کے لیے بھیجا گیا ہے وہ اپنا ایوارڈ پیش کرے۔یو۔پی۔جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 14 اور یو۔ پی۔انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ، 1947 کی دفعہ 6(1) کا مشترکہ اثر یہ ہے کہ فیصلہ کنندہ کو "وقتاً فوقتاً متعین کیے جانے والے وقت کے اندر" اپنی رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ یہ مؤقف ہونے کی وجہ سے، اوپر مذکور انگریزی فیصلوں میں طے شدہ اصولوں کو موجودہ معاملے پر لاگو ہونا چاہیے۔ہم اس استدلال کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔یو۔پی۔جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت ریاستی حکومت دفعہ 3، 4 اور 6 کے ذریعے اس کو دیے گئے اختیارات کا استعمال کر سکتی ہے، یعنی وہ وقتاً فوقتاً تنازعات کو کسی جج کے حوالے کرنے کے احکامات دے سکتی ہے اور جب بھی ایسا آرڈر آف ریفرنس دیا جائے تو اس وقت کی وضاحت کر سکتی ہے جس کے اندر ایوارڈ دیا جانا ہے۔وقت کی وضاحت کرنے کے اس اختیار میں پہلے کی ترتیب میں پہلے سے بیان کردہ وقت کو بڑھانے کا اختیار شامل نہیں ہے اور نہ ہی اس میں شامل ہو سکتا ہے۔قانون سازی کا عمل، جیسا کہ اوپر مذکور مختلف قوانین توضیعات سے ظاہر ہوتا ہے، واضح طور پر وقت میں توسیع کا اختیار دینا ہے، اگر اور جب مقننہ ایسا کرنا مناسب سمجھے۔عدالت کسی بھی موروثی اختیار کا کوئی سوال نہیں ہے اور اس سلسلے میں ایگزیکٹو حکومت کا بہت کم ہے۔یو۔پی۔جنرل کلاز ایکٹ کا دفعہ 14 شرائط میں، یا ضروری مضمرات کے ذریعے، ریاستی حکومت کو وقت میں توسیع کا کوئی اختیار نہیں دیتا ہے اور اس لیے، جواب دہندگان اس دفعہ سے کوئی حمایت حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔

مداخلت کرنے والے کے لیے فاضل وکیل، ریاست اتر پردیش، یو۔پی۔جنرل کلاز ایکٹ، 1904 کی دفعہ 21 کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتا ہے، اور دعوی کرتا ہے کہ 26 اپریل 1950 کے حکم کو 18 فروری 1950 کے پہلے حکم کے اس حصے کے معنی کے اندر، ترمیم یا ترمیم کے طور پر لیا جانا چاہیے۔یہ سچ ہے کہ 26 اپریل 1950 کا حکم، 18 فروری 1950 کے حکم میں ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، لیکن، دفعہ 21 میں کسی خاص شرط کی عدم موجودگی کے پیش نظر کہ ریاستی حکومت کو تفویض کردہ ترمیم اور درستگی کے اختیار کا اس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے کہ 26 اپریل 1950 کے حکم کو، جسے محض ترمیم یا درستگی کے حکم کے طور پر دیکھا جاتا ہے، دفعہ 21 کی وجہ سے اس کا اثر نہیں ہو سکتا۔اگر، اس لیے، ترمیم کرنے والا حکم ممکنہ طور پر کام کرتا ہے، یعنی، صرف حکم کی تاریخ سے، تو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ اس ایوارڈ کی توثیق نہیں کر سکتا جو اصل حکم میں متعین وقت کی میعاد ختم ہونے کے بعد اور ترمیم کرنے والے حکم کی تاریخ سے پہلے کیا گیا تھا، جس مدت کے دوران فیصلہ کنندہ بے اثر تھا اور اسے عمل کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ ہمیں نہیں لگتا کہ جواب دہندگان یو۔پی۔ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 21 سے کوئی حمایت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس لیے نتیجہ یہ ہے کہ اس اپیل کی اجازت دی جانی چاہیے اور ایوارڈ کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے اور ہم اسی کے مطابق حکم دیتے ہیں۔ اس معاملے کے حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیتے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: گنپت رائے۔

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: ایس۔ڈی۔ شیخری۔

مداخلت کرنے والے کے لیے ایجنٹ: سی۔پی۔ لال

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document